جناب اظہر جاوید، لیکچرر شعبہ قانون
اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

رجم کی سزا اور حدود آرڈیننس 1979

اگست 1998 کے شمارہ میں حدود آرڈیننس کی چند بڑی خامیوں کی نشاندہی کی جاچکی ہے آج کی اس بحث میں ہم رجم کی سزا کے بارے میں شرعی نقطہ نظر اور حدود آرڈیننس کا تقابلی جائزہ پیش کرینگے۔

شریعت اسلامی میں زنا کے جرم کیلئے حد کی دو سزائیں ہیں ایک سزا سو کوڑے ہے جو غیر محصن زانی کیلئے ہے جبکہ دوسری سزا رجم ہے جو کہ محصن زانی کیلئے ہے۔ جہاں تک پہلی سزا کا تعلق ہے سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔" الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة" 1 "بدکاری کرنے والی عورت اور مرد پس مارو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے۔" اور نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ البكر بالبكر جلد مائة و تغريب عام 2 "غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ عورت کیساتھ (زنا کرے تو انکی سزا) سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔"

فقہاء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زنا کا جرم ثابت ہو جانے پر غیر محصن زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے ہے لیکن اس بات پر اختلاف ہے کہ کیا تغریب کی سزا بھی حد میں شامل ہے کہ نہیں۔ فقہاء احناف کے نزدیک یہ سزا حد میں شامل نہیں ہے لیکن اگر حاکم مناسب سمجھے تو تعزیر کے طور پر یہ سزا دی جاسکتی ہے۔ 3 جبکہ شافعیہ اور حنابلۃ کے نزدیک یہ سزا بھی حد میں شامل ہے اور کہ غیر محصن زانی (غیر شادی شدہ) کو سو کوڑے مارنے کیساتھ ایک سال کیلئے جلاوطن بھی کیا جائے گا4۔ (عصر حاضر میں ہم اسے قید کی سزا کے طور پر لے سکتے ہیں۔) فقہاء مالکیہ کے نزدیک تغریب کی سزا آزاد مرد کے لئے مخصوص ہے جبکہ غلام اور عورت اس سزا سے مستثنیٰ ہیں 5۔ چونکہ تغریب کی سزا یہاں پر زیر بحث نہیں ہے اس لئے ہم اس اختلاف کی تفصیل اور تغریب کی ماہیت کو

یہاں ذکر نہیں کرینگے۔

دوسری حد محصن زانی کے لئے ہے جو کہ نبی کریم ﷺ کی سنت قولیہ اور فعلیہ سے ثابت ہے لیکن اس سے پہلے کہ اسکے ثبوت میں دلائل پیش کیے جائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ جان لیا جائے کہ محصن سے کیا مراد ہے۔

احصان کی تعریف احصان عربی زبان کا لفظ ہے جس کا اصل 'حصن' ہے۔ عربی زبان میں اسکے معنی 'منع کرنا' اور قلعہ کے بھی لیے جاتے ہیں 6۔ کسی شخص کیلئے محصن کا لفظ اس وقت استعمال کیا جائیگا جب اس میں زنا کے ارتکاب کے تمام مواقع موجود ہوں یعنی ایک طرح سے وہ ایک ایسے قلعہ کے اندر ہے جہاں پر اسے زنا جیسی برائی سے محفوظ رہنا چاہیے۔

قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے مثلاً کہیں پر اس لفظ سے مراد اسلام اور آزادی لی گئی ہے جیسا کہ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :- فاذا حسن فان اتین بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب 7 پس جب وہ (لونڈیاں) نکاح میں آجائیں (بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں) اور کریں بے حیائی کا کام تو ان پر آدھی سزا ہے آزاد عورتوں کی۔ دوسری جگہ پر احصان سے مراد شادی شدہ لیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ والمحصنات من النساء 8 اور خاوند والی عورتیں۔ اسی طرح ایک اور مقام پر لفظ احصان کو عفیف اور پاکدامن کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ والذين يرمون المحصنات ثم لم يا تو اباريعة شهداء 9 جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں'۔ فقہاء نزدیک احصان سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں تو اسے محصن کیا جائیگا۔ احناف کے نزدیک سات صفات ایسی ہیں جو کسی انسان کو محصن بناتی ہیں ان میں عقل، بلوغت، آزادی، اسلام، نکاح صحیح، نکاح صحیح میں جماع اور اس جماع کے وقت زوجین میں ان تمام صفات کا موجود ہونا شامل ہیں 10۔ بدائع الصنائع کی عبارت اسطرح ہے

" احصان الرجيم عبارة عن اجتماع الصفات اعتبرها الشرع لو جوب الرجم وهى سبعة العقل و البلوغ والحرية والاسلا م و النكاح الصحيح و كون الزوجين

جميعاً على هذه الصفات و الدخول فى النكاح الصيح" (ترجمہ) "احصان الرجیم ان صفات کے مجموعہ سے عبارت ہے جن کا اعتبار شریعت نے رجم کے واجب ہونے کیلئے کیا ہے اور یہ سات ہیں عقل، بلوغت، آزادی، اسلام، نکاح صحیح، زوجین میں ان صفات کا پایا جانا اور نکاح صحیح میں جماع" لیکن فقہاء احناف میں سے امام ابو یوسف اسلام کو احصان کیلئے شرط تسلیم نہیں کرتے یعنی زانی چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں اگر باقی شروط پائی جائیں تو اسے رجم کیا جائیگا۔

مالکیہ نے دس شروط کا ذکر کیا ہے کہتے ہیں شروط الاحصان عشرة اذا تخلف شرط منهالم يرجم 11 "احصان کے لئے دس شرطیں ہیں اگر ان میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو رجم نہیں ہوگا اور وہ دس شرطیں یہ ہیں :۔

المكلف، الحر، المسلم، اذا عقد ا صحيحاً لازماً، وطى وطاء مباحاً، بانتشار من غير مناكرة فيه بين الزوجين 12 (ترجمہ) عاقل، بالغ، مسلمان، آزاد جب اس نے نکاح کیا ہو اور یہ نکاح صحیح اور لازم ہو اس نے جماع کیا ہو اہو یہ جماع شہوت سے ہو اور دونوں میں سے کوئی بھی جماع کی وقوع پزیر ہونے سے انکار نہ کرے۔

فقہاء شافعیہ، حنابلہ اور احناف میں سے امام ابو یوسف نے جن چھ شروط کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔ عقل، بلوغت، آزادی، نکاح صحیح، نکاح صحیح میں جماع اور زوجین میں ان تمام مشروط کا موجود ہونا۔ 13 ان شروط کے ساتھ ضمناً ایک اور شرط کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ زوجین کے مابین جماع مباح ہونا چاہیے یعنی ایسی حالت میں نہ ہو جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہو۔ چنانچہ فقہا لکھتے ہیں۔ لايحصل الاحصان بالوطئى فى الحيض، والصوم والاعتكاف والاحرام ونحوه 14 "ایسا جماع جو حیض، روزہ اعتکاف یا احرام وغیرہ کی حالت میں کیا گیا ہو اس سے احصان حاصل نہیں ہوتا"۔

اب ہم اگر فقہا کی بیان کردہ ان صفات کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ احناف سوائے امام ابو یوسف کے اور مالکیہ احصان کیلئے اسلام کو لازمی شرط قرار دیتے ہیں جبکہ شافعیہ حنابلہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک احصان کیلئے مسلمان ہونا لازم نہیں ہے۔

احناف اور مالکیہ اپنی رائے کے لئے استدلال جناب نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ سے کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا: من اشرک باللہ فلیس بمحصن 15 ”جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ محصن نہیں ہے“۔

شافعیہ اور حنابلہ اپنی رائے کیلئے دلیل نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک پیش کرتے ہیں جس کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہودی جناب نبی کریمؐ کے پاس آئے اور عرض کی ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے۔ نبی کریمؐ نے ان سے پوچھا کہ تم تورات میں زانی کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ تورات لیکر آئے اور اسے کھولا۔ ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ دیا اور اس سے آگے پیچھے کی عبارت پڑھ دی۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھا دیا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ یہودیوں نے کہا اے محمد ﷺ آپ سچ فرماتے ہیں تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں کو رجم کا حکم دیا اور انکو رجم کر دیا گیا۔ 16

ان فقہا کے نزدیک اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ہونا احصان کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ کافر بھی اگر زنا کا مرتکب ہو اور اس میں دوسری شرائط موجود ہوں تو اسے رجم کیا جائے گا جس طرح قتل میں اس پر قصاص اور چوری میں حد السرقۃ لاگو ہوتی ہے۔

لیکن احناف اور مالکیہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو تورات کے حکم کے مطابق رجم کیا تھا جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے اسلئے یہ حکم اب منسوخ ہے۔

احصان کے بارے میں فقہا کی آرا کا جائزہ لینے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی عاقل، بالغ مسلمان مرد کسی نابالغ، پاگل یا کافر سے شادی کرے گا تو مباشرت کے باوجود محصن نہیں ہوگا۔ اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک جو سنن البیھقی اور سنن الدار قطنی میں نقل کیا گیا ہے کہ جب حضرت کعب بن مالکؓ نے ایک یہودی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپؐ نے فرمایا دعھا فانھا لا تحصنک 17 ”اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ عورت تمہیں محصن نہیں

بنا سکتی"۔

حدود آرڈیننس میں احصان کی تعریف

حدود آرڈیننس حد الزنا کی دفعہ '2' ذیلی دفعہ 'د' میں محصن مرد اور عورت کی علیحدہ علیحدہ تعریف اس طرح کی گئی ہے :

MUHSAN MEANS

(i) A muslim adult man who is not Insane and has had sexual intercourse with a muslim adult woman who, at the time he had sexual intercourse with her, was married to him and was not insane.

(ii) A muslim adult woman who is not insane and has had sexual intercourse with a muslim adult man who, at the time she had sexual intercourse with him was married to her and was not insane.

(ترجمہ) (i) محصن سے مراد ایک ایسا مسلمان عاقل بالغ مرد ہے جس نے ایک مسلمان عاقل بالغ عورت سے جماع کیا ہو اور اس جماع کے وقت وہ عورت اس کے نکاح میں ہو۔

(ii) ایک ایسی مسلمان عاقل بالغ عورت ہے جس نے ایک مسلمان عاقل بالغ مرد سے جماع کیا ہو اور اس جماع کے وقت وہ مرد اس کے نکاح میں ہو۔

اسمیں گویا کہ محصن مرد اور عورت کی تعریف علیحدہ علیحدہ بیان کی گئی ہے۔ لیکن شرائط عموماً وہی ہیں جو کہ احناف اور مالکیہ نے بیان کی ہیں۔ یعنی اسلام، عقل، بلوغ، نکاح صحیح مباشرت اور زوجین میں ان صفات کا موجود ہونا جبکہ آزادی کو شرط کے طور پر ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ عصر حاضر میں غلام اور لونڈی کا تصور موجود نہیں ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ رجم کیا ہے۔

رجم کی تعریف عربی زبان میں رجم سے مراد پتھر مارنا ہے اور ایک دوسرا معنی لعنت بھی ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان کو رجیم یعنی ملعون کہا گیا ہے 18 ۔ فقہاء کرام نے اس سے مراد پتھر مارنا ہی لیا ہے۔

18- لسان العرب / فصل الراء / حرف المیم / ج ۱۲ ص ۲۲۶

لیکن اگر ہم حد الزنا کی بات کریں تو رجم سے مراد زانی کو اس وقت تک پتھر مارنا ہے جب تک اسکی موت واقع نہیں ہو جاتی چنانچہ احناف کے نزدیک یرجم محصن فی فضاء حتی یموت 19 "محصن زانی کو کھلی جگہ پر پتھر مارے جائیں یہاں تک کہ وہ مر جائے"۔ اسی طرح شرح فتح القدیر اور الھدایۃ میں لکھا ہے :-

اذا وجب الحد و کان الزانی محصناً رجمه بالحجارة حتی یموت20 "جب حد واجب ہو جائے اور زانی محصن ہو تو اسے پتھر مارے جائیں یہاں تک کہ اسکی موت واقع ہو جائے۔"

مالکیہ کہتے ہیں کہ لا یقلع عنه حتی یموت 21 "اسے اسوقت تک نہ چھوڑا جائے جبتک اسکی موت واقع نہ ہو جائے۔" شافعیہ کے نزدیک حد المحصن رجلاً او امراة الرجم الی موته بالا جماع 22 "محصن زانی، چاہے مرد ہو یا عورت، کی حد بالاجماع پتھر مار مار کر مار دینا ہے۔

اسی طرح حنابلۃ کہتے ہیں اذا زنی الحر المحصن فحده الرجم حتی یموت 23 "جب آزاد اور محصن زنا کرلے تو اس کی حد رجم ہے یہاں تک کہ وہ مر جائے ان آراء سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ محصن زانی کی سزا رجم ہے اور اسے اس وقت تک پتھر مارے جائیں گے جب تک اس کی موت واقع نہیں ہو جاتی۔

رجم کا ثبوت جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قرآن پاک میں رجم کا ذکر موجود نہیں ہے اور یہ حد نبی کریم ﷺ کی سنت قولیہ اور فعلیہ سے ثابت ہے۔ آپ کا ارشاد ہے : لایحل دم امری مسلم الا باحدی ثالث الکفر بعد الایمان والزنا بعد الاحصان والنفس بالنفس24 ترجمہ مسلمان کا خون کرنا سوائے تین صورتوں کے جائز نہیں ہے اول یہ کہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے دوسرا یہ کہ محصن ہونے کے باوجود زنا کرے اور تیسرا یہ کہ کسی کو قتل کر دے۔

ایک دوسری حدیث مبارک میں ارشاد ہے :- خذواعنی خذواعنی قد جعل الله لهن سبیلا البکر بالبکر جلد مائة و تغریب عام و الشیب بالشیب جلد مائة ور جم بالحجاره25 (ترجمہ) مجھ سے سیکھ لو مجھ سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ عورتوں کے لئے حکم فرماتا ہے

کہ اگر کنوارا شخص کنواری عورت سے زنا کرے تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو انہیں سو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے۔

اسی طرح کتب احادیث میں تین ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے زانی کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک واقعہ حضرت مالک بن ماعز الاسلمی کا ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے زنا کے جرم کا اعتراف کی اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ 26 دوسرا واقعہ بنو غامد کی ایک عورت کا ہے اس نے بھی نبی کریم ﷺ کے سامنے زنا کا اعتراف کیا اور اسے بھی سنگسار کیا گیا۔ 27 تیسرا واقعہ قصہ العسیف کے نام سے مشہور ہے جس میں ایک شخص نے اپنے مالک کی بیوی سے زنا کیا اس شخص کا والد نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ بیان کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا والذی نفسی بیده لا قضین بینکما بکتاب الله 28 ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یقیناً تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ چنانچہ آپؐ نے فیصلہ فرمایا کہ اس شخص کے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کیلئے جلاوطن کیا جائے اور عوت اگر اپنے جرم کا اعتراف کرے تو اسے سنگسار کر دیا جائے چنانچہ اس عورت نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

اسی ضمن میں حضرات محدثین نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک قول نقل فرمایا ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہے ''حضرت عمرؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر قرآن پاک نازل فرمایا پس قرآن پاک میں آیۃ الرجم الشیخ و الشیخة اذا زنیا فارجموهما البته نکالا من الله والله عزیز حکیم موجود تھی ہم نے اسے پڑھا، یاد کیا، اور سمجھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کےمطابق رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی زانی کو رجم کیا۔ اب مجھے یہ خوف ہے کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی یہ نہ کہے کہ رجم کا حکم قرآن پاک میں موجود نہیں ہے اور وہ گمراہ ہو جائے ایک ایسے فریضہ کو چھوڑ دینے سے جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ پس رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں حق ہے ان مردوں

اور عورتوں پر جو محصن ہوں اور ان کا زنا کرنا شہوت سے 'اعتراف سے یا حمل سے ثابت ہو جائے اور خدا کی قسم ہے اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمرؓ نے اپنی طرف سے قرآن میں اضافہ کیا ہے تو میں اسے قرآن میں لکھ دیتا۔ 29 ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی میں محصن زانی کی سزا رجم ہے۔

حدود آرڈیننس میں زنا کی سزا حدود آرڈیننس میں حدالزنا کی دفعہ 5 ذیلی دفعہ '2 ا' میں زنا اور دفعہ '6' ذیلی دفعہ '3 ا' میں زنا بالجبر کے جرائم میں محصن زانی کی سزا اس طرح بیان کی گئی ہے۔

" If he or she is a Muhsan, be stoned to death at a public place."

"اگر زانی مرد یا عورت محصن ہو تو اسے کسی کھلی جگہ پر پتھر مار مار کر مار دیا جائیگا۔" یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ سزا میں Stoned to Death کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اسے اس وقت تک پتھر مارے جائیں گے جب تک اس کی موت واقع نہیں ہو جاتی۔ لیکن اسی حد کی دفعہ 17 میں سزا کی تنفید کا طریقہ کار یوں بیان کیا گیا ہے۔

The Punishement of Stoning to death awarded under section 5 or section 6 shall executed in the following manner namely:-

Such of the witnesses who deposed against the convict as may be available shall start stoning him and, while stoning is being carried on, he may be shot dead whereupon stoning and shooting shall be stopped"

(ترجمہ) دفعہ 5 یا دفعہ 6 کے تحت دی گئی رجم کی سزا کو درج ذیل طریقہ مطابق نافذ کیا جائے گا۔

وہ گواہ جنہوں نے مجرم کے خلاف گواہی دی ہے یا ان میں سے جو بھی موجود ہوں۔ مجرم کو پتھر مارنا شروع کریں گے۔ اور جب پتھر مارے جا رہے ہوں تو مجرم کو گولی مار کر مارا جا سکتا ہے جس کے بعد پتھر مارنا اور گولی چلانا روک دیا جائے گا۔

اگر اس طریقہ کار پر غور کریں تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مجرم کو صرف نام کا سنگسار کیا جائے گا جبکہ درحقیقت اسکی موت گولی مارنے سے واقع ہو گی حالانکہ احادیث متواترہ اور فقہاء کی آراء کی

روشنی میں یہ بات روز روشن کیطرح عیاں ہے کہ مجرم کی موت پتھر مارنے کیوجہ سے واقع ہونی چاہیے۔ فقہاء مالکیہ نے کیفیۃ الرجم کے ضمن میں لکھا ہے :- یحیط به الناس مطلقاً دون ان یحفروا له وقد قیل انه یضرله حفیر حتی تغیب فیه قد ماه الی نصف ساقه لئلا یفر ولا یقلع عنه حتی یموت 30 "لوگ اس (مجرم) کو گھیر لیں اور اسکے لئے گڑھا نہ کھودا جائے اور ایک دوسری رائے کے مطابق اس کے لئے اسقدر گڑھا کھودا جائے جس میں اسکے پاؤں نصف پنڈلی تک زمین میں دب جائیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے اور اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک اس کی موت واقع نہ ہو جائے۔

بلکہ یہاں تک کہ فقہاء نے اس امر کو بھی بیان کیا ہے کہ پتھر کتنا بڑا ہونا چاہیے۔ حاشیۃ الدسوقی میں ہے :- ان یکون الرجم بحجارة معتدلة بین الصغر والکبرای لا بحجارة عظام خشیة التشویة ولا بحصیات صغار خشیة تعذیب بل بقدر ما یحمل الرامی بلا کلفة لسرعة الاجهاز علیه ویخص بالرجم المواضع التی هی مقاتل من الظهر وغیره من السرة الی فوق ویتقی الوجهة والفرج . 31 "رجم درمیانہ سائز کے پتھر سے ہونا چاہیے نہ بہت بڑے پتھر سے جس سے جسم مسخ ہونے کا خطرہ ہو اور نہ بہت چھوٹے کنکروں سے جن سے زیادہ اذیت ہو بلکہ پتھر اتنا بڑا ہونا چاہیے جسے مارنے والا آسانی سے اٹھائے اور تیزی سے مارے، رجم کے لئے پتھر پیٹھ پر اور شرمگاہ اور چہرے کو بچا کر سامنے والے حصے پر ناف سے اوپر ایسی جگہوں پر مارے جائیں جن سے موت جلد واقع ہو۔"

تلک حدود اللہ میں ابراھیم احمد الوقعی لکھتے ہیں۔ ان یکون الرمی بحجارة متوسطة الحجم ولا یقوم ای فعل آخر مقام الرجم کالقتل بالسیف او الشنق 32 "رجم درمیانہ سائز کے پتھر سے ہونا چاہیے اور دوسرا کوئی بھی طریقہ مثلاً تلوار سے قتل کرنا یا پھانسی پر لٹکانا رجم کا بدل نہیں ہو سکتا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہا کے نزدیک کسی بھی دوسرے طریقہ سے مجرم کو قتل کرنا رجم کا بدل نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ممکن ہوتا تو نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں قتل کے دوسرے ذرائع موجود تھے لیکن آپ نے ان کو اختیار نہیں فرمایا۔ موجودہ

قانون سازی دراصل مغرب زدہ طبقہ کے پروپیگنڈہ کا اثر ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور غیر انسانی قرار دیتا ہے۔ اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر ایسی قانون سازی کی گئی ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ یہ درست ہے کہ شریعت اسلامی میں زنا کے لئے سخت ترین سزا تجویز کی گئی ہے لیکن اگر آپ اس کی وجوہات پر نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ سزا جرم کے عین مطابق ہے کیونکہ زنا ایک ایسا جرم ہے جو معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی پھیلانے کیساتھ ساتھ معاشرتی بگاڑ کا باعث بھی بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشه 33 ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ بے شک یہ کھلی ہوئی برائی ہے۔''

یہی جرم انسانوں کے قتل کا باعث بنتا ہے اور کئی خاندانوں کو تباہ کر دیتا ہے اس جرم کے معاشرے پر مجموعی اثرات کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ عائلی زندگی کا تحفظ، نسل انسانی کی بقاء اور معاشرے میں امن وامان کا قیام ایسی سخت سزا کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :- ولا تاخذبهما رافة فی دین الله ان کنتم تو منون بالله والیوم الآخر 34 ''زانی اور زانیہ کے ساتھ ہرگز نرمی اختیار نہ کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو۔''

اب ایک طرف تو اللہ کا حکم ہے اور دوسری طرف مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر نام نہاد دانشور اور انسانی حقوق کے علمبردار جو نہ صرف رجم بلکہ تمام اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور غیر انسانی قرار دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اسلامی سزاؤں میں تو وحشیانہ پن نظر آتا ہے لیکن انہوں نے دانستہ طور پر مغربی معاشرے کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ یورپ اور امریکہ میں ہم جنس پرستی کو باقاعدہ طور پر قانونی حیثیت حاصل ہے اور دو مرد قانونی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح کے جنسی روابط کی مثال تو جانوروں میں بھی نہیں ملتی لیکن ان دانشوروں کو کبھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ کم از کم یہی کہہ دیں کہ انسانیت کی تذلیل ہے اور انسانیت کے ماتھے پر اس سے زیادہ بدنما داغ اور کوئی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے

برعکس وہ تو یورپی معاشرے کو اپنے لئے نمونہ سمجھتے ہیں۔

مغربی معاشرے میں مرد اور عورت کے جنسی تعلقات کی بنیاد محض فریقین کی باہمی رضا مندی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ اس بے راہ روی کے نتیجے میں ہر سال بن باپ کے بچوں کی شرح پیدائش میں متواتر اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔اور نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مڈل سکول کے بچوں اور بچیوں کو مانع حمل ادویات کے استعمال کی ترغیب اور مانع حمل کے طریقے استعمال کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

جو لوگ زنا کی سخت سزا پر اعتراض کرتے ہیں۔ان کا اعتراض عملی طور پر صرف ان کی زبان کی حد تک ہے انکے اعمال اور ان کے دل ان کی زبان کا ساتھ نہیں دیتے اگر ان ہی لوگوں میں سے کوئی اپنی بہن، بیٹی یا بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھ لے تو فوراً دونوں کو قتل کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کرے اور یہی بات قانون بھی ایک عام سے توقع کرتا ہے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ 300 میں قتل عمد کے جرم سے اشتثناءات بیان کی گئی ہیں اس میں پہلی استثناء ہی اسی بارے میں ہے کہ اگر کوئی آدمی فوری اور سخت اشتعال (Grave and Provo-cation) کے عالم میں کسی کو جان سے مار دے تو یہ قتل عمد (Murder) نہیں ہوگا۔اور کسی باغیرت انسان کے لئے اس سے زیادہ اشتعال دلانے والا امر اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ کسی کو اپنی کسی قریبی عزیزہ سے زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے پائے۔

جو لوگ اس سزا کو وحشیانہ اور غیر انسانی کہتے ہیں انہوں نے شاید انسانی رویوں کا مشاہدہ نہیں کیا یا وہ جان بوجھ کر انجان بنتے ہیں۔اگر ہم معاشرے میں ہونے والی تمام قتل و غارتگری کا جائزہ لیں تو یہ افسوسناک صورتحال سامنے آتی ہے کہ نصف سے زیادہ ہونے والے قتلوں کے پیچھے عورت اور مرد کے ناجائز مراسم کارفرما ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ قتل بھی اتنے سفاکانہ طریقے سے ہوتے ہیں کہ عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ کہیں پر کسی کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کوڑے کے ڈھیر یا غلاظت کے گٹر میں دبادیئے جاتے ہیں تو کہیں پر قتل کرنے کے بعد لاش کے ٹکڑے ٹکڑے صابن بنانے کی بھٹی میں ڈال کر گلا دیئے جاتے ہیں اور ہڈیوں تک کو جلا دیا

جاتا ہے اور کہیں پر اسے بے پناہ اذیتیں دے کر قتل کیا جاتا ہے غرضیکہ اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایسے ایسے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں کہ رجم کی سزا انکے مقابلے میں کم نظر آتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد دشمنی کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلتا ہے جو کئی نسلوں تک انسانی زندگیوں کو نگلتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایک ایسی سخت سزا تجویز کی ہے جو نہ صرف جرم کی نوعیت کے عین مطابق ہے بلکہ انسانوں کے انتقامی جذبات کو بھی ٹھنڈا کرتی ہے اور دوسرے لوگ بھی اس سزا کے خوف سے ایسے جرم کے ارتکاب سے باز رہتے ہیں۔

دوسری طرف اگر ہم دنیاوی قوانین کا جائزہ لیں تو بہت سارے ایسے جرائم ہیں جنکی سزا موت مقرر کی گئی ہے مثلاً بغاوت، قتل، ہائی جیکنگ وغیرہ اور مختلف ممالک میں سزائے موت پر عمل درآمد کرنے کے مختلف طریقے رائج ہیں کہیں مجرم کو پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے تو کہیں اسے گولی مار دی جاتی ہے کہیں تلوار سے اسکا سر قلم کر دیا جاتا ہے تو کہیں بجلی کی کرسی پر بٹھا کر اسے موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے کہیں زہریلی گیس یا انجکشن کے ذریعے اسے موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے اب ان میں سے وہ کونسا طریقہ ہے جس سے مجرم کو اذیت نہیں پہنچتی۔ آدھ آدھ گھنٹے تک مجرم پھانسی کے پھندے پر تڑپتے رہتے ہیں۔ بجلی کی کرسی اور گیس چیمبر میں وہ کتنی دیر تک اذیت کا شکار رہتے ہیں لیکن ان تمام طریقوں میں ان دانشوروں کو کوئی اذیت اور غیر انسانی پہلو نظر نہیں آتا۔ ان تمام سزاؤں، انکی حکمت اور مقاصد کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ سزا یا موت کا تصور نہیں جو انسانوں کو جرائم کے ارتکاب سے رکتا ہے بلکہ یہ وہ اذیت اور رسوائی ہے جو اس سزاء میں پوشیدہ ہے اور ارتکاب جرم کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ یہ اذیت تمام سزاؤں میں موجود ہے فرق صرف اسکی شدت کا ہے معمولی جرائم میں سزا کی اذیت کم اور بڑے جرائم میں اسکی اذیت زیادہ ہوتی ہے اگر اذیت کو سزا سے علیحدہ کر دیا جائے تو پھر سزا کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی۔

اللہ رب العزت ارحم الراحمین ہیں اور کوئی انسان اس بات کا دعوی نہیں کر سکتا کہ وہ بندوں پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسا حاکم اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا جس نے حد کی سزا میں صرف

ایک کوڑا جان بوجھ کر کم کر دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ جواب دے گا اے اللہ تیرے بندوں پر رحم کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر حکم ہوگا کہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ان حقائق کو مد نظر رکھتے مناسب یہ ہے کہ جو بھی قانون سازی کی جائے اس میں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو دنیاوی مفادات پر فوقیت دی جائے اور ملک میں جو قوانین اسلام کے نام پر بنائے گئے ہیں مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے بغیر ان میں ایسی ترامیم کی جائیں جو قرآن اور سنت کی روح کے عین مطابق ہوں۔

حواشی

1- النور۔ ۲

2۔ صحیح مسلم / کتاب الحدود / باب حد الزنی / ج ۲ ص ۱۳۳۶، سنن ابی داؤد / کتاب الحدود / باب فی الرجم / ج ۴ ص ۵۷۰، سنن ابن ماجۃ / کتاب الحدود / باب حد الزانی / ج ۲ ص ۸۵۲

3۔ فتح القدیر للعاجز الفقیر ج ۵ ص ۲۷ بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۹

4۔ المغنی ج ۸ ص ۱۶۸، مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۴۸ 5۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۱۹

6۔ لسان العرب / فصل الحاء / صرف النون / ج ۱۳ ص ۱۱۹

7۔ النساء ۲۵ 8۔ النساء ۲۴ 9۔ النور ۵

10۔ بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۷، الھدایۃ ج ۱ ص ۹۶، المبسوط ج ۹ ص ۳۹، شرح فتح القدیر ج ۵ ص ۲۲

11۔ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۲۰، الخراشی علی مختصر سیدی خلیل ج ۸ ص ۳۳۶۔
کتاب الکافی فی فقہ اھل المدینۃ ج ۲ ص ۱۰۶۸، ہدایۃ المجتھد ج ۲ ص ۳۳۶

12۔ نفس المراجع

13۔ المھذب ج ۲ ص ۲۶۶، المغنی ج ۸ ص ۱۵۷، الانصاف ج ۱۰ ص ۱۷۱

14۔ الانصاف ج ۱۰ ص ۱۷۱، کتاب الکافی ج ۲ ص ۱۰۶۸

15۔ سنن البیھقی / کتاب الحدود / باب من قال من اشرک باللہ فلیس بمحصن / ج ۸ ص ۲۱۶۔
سنن الدار قطنی / کتاب الحدود / ج ۳ ص ۱۴۳

16۔ صحیح البخاری / کتاب المناقب / باب قول اللہ یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم / ج ۴ ص ۱۸۴
صحیح المسلم / کتاب الحدود / باب رجم الیھود / ج ۲ ص ۱۳۲۶ ۔

سنن ابوداؤد / کتاب الحدود / باب فی رجم یہودیین / ج ۴ ص ۵۹۳

جامع الترمذی / کتاب الحدود / باب ماجاء فی رجم اھل الکتاب / ج ۴ ص ۴۳۔

سنن ابن ماجۃ / کتاب الحدود / باب رجم الیھودی والیھودیۃ / ج ۲ ص ۸۵۳

17۔ السنن الکبری للبیھقی ج ۸ ص ۲۱٦ 18 سنن الدارقطنی ج ۳ ص ۱۴۸

19۔ حاشیہ ابن عابدین ج ۴ ص ۱۰ ، البحر الرائق ج ۵ ص ۸

20۔ الھدایۃ ج ۱ ص ۹٦ ، شرح فتح القدیر ج ۵ ص ۱۳

21۔ کتاب الکافی فی فقہ اھل المدینۃ ج ۲ ص ۱۰۷۰

22۔ مغنی المحتاج ج ۴ ص ۴۰، نھایۃ المحتاج ج ۷ ص ۴۰٦

23۔ المغنی ج ۸ ص ۱۵۳ الانصاف ج ۱۰ ص ۱۷۰

24۔ صحیح البخاری / کتاب الدیات / باب قول اللہ آن النفس بالنفس / ج ۸ ص ۳۸ ۔

صحیح مسلم / کتاب القسامۃ / باب مایباح بہ دم مسلم / ج ۲ ص ۱۳۰۲ ۔

سنن ابوداؤد / کتاب الحدود / باب الحکم فیمن ارتد / ج ۴ ص ۵۲۲۔

سنن ابن ماجہ / کتاب الحدود / باب لایحل دم امری مسلم / ج ۲ ص ۸۴۷۔

سنن النسائی / کتاب تحریم الادم / باب ذکر مایحل بہ دم المسلم / ج ۷ ص ۹۰۔

مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۸۲

25۔ صحیح مسلم / کتاب الحدود / باب حد الزنا / ج ۲ ص ۱۳۱٦۔

سنن ابوداؤد / کتاب الحدود / باب فی الرجم / ج ۴ ص ۵۷۰

سنن ابن ماجۃ / کتاب الحدود / باب حد الزنا / ج ۲ ص ۸۵۲

26۔ صحیح البخاری / کتاب الحدود / باب الرجم بالمصلی / ج ۸ ص ۲۲ ۔

صحیح مسلم / کتاب الحدود / باب من اعترف علی نفسہ بالزنا / ج ۲ ص ۱۳۲۱

سنن ابوداؤد / کتاب الحدود / باب رجم مالک بن ماعز / ج ۴ ص ۵۷۳

الموطا / باب ماجاء فی الرجم / ج ۲ ص ۸۲۰ 27۔ نفس المراجع 28۔ نفس المراجع

29۔ صحیح البخاری / کتاب الحدود / باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت / ج ۸ ص ۲۵۔

صحیح مسلم / کتاب الحدود / باب رجم الثیب فی الزنا / ج ۳ ص ۱۳۱۷۔

سنن ابوداؤد / کتاب الحدود / باب ماجاء فی محقق الرجم / ج ۴ ص ۳۸

30۔ کتاب الکافی ج ۲ ص ۱۰۷۰ 31۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۲۰

32۔ تلک حدود اللہ ص ۴۷ 33۔ الاسراء ۳۲ 34۔ النور ۲